شبِ خمارِ شوقِ ساقی رستخیز اندازہ تھا | تا محیطِ بادہ صورتخانۂ خمیازہ تھا

شب خمار شوق ساقی رستخیز اندازہ بود ÷ تا محیط بادہ صورتخانۂ خمیازہ بود
دونو مصرعون مین تھا کا مُبتدا خمار ہے - یہہ شعر المعنی فی بطن الشاعر ہے
کا مصداق ہے اور ذرا سے تغیر مین پورا فارسی ہو گیا اور ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ گویا خاص میرزا بیدل کی زبان سے نکلا ہے بس اس شعر کی یہقدر
تعریف ہو سکتی ہے - اس شعر کو جو معنے چاہین لگا دین مگر الفاظ شعر سے
کوئی معنے معین و مشخص نہین ہوتے - صورتخانہ یعنے تصویر خانہ

یک قدم وحشت سے درسِ دفترِ امکان کھلا | جادہ اجزای دو عالم دشت کا شیرازہ تھا

یک قدم وحشت چو درس دفتر امکان کشود ÷ جادہ اجزای دو عالم دشت را شیرازہ بود
شعر ذرا سے تغیر مین فارسی بنگیا - مگر یہہ فارسی ایرانی اور روزمرہ کے
مطابق نہین ہے بلکہ بیدل اور ناصر علی کی فارسی خاص ہے - یک قدم
وحشت اور دو عالم دشت ایسے تراکیب ہین جو اہل لسان کے کلام مین
نہین آتے بلکہ رکیک اور لغو تراکیب ہین - مخترع کا مقصود یک قدم
وحشت سے اندک وحشت اور دو عالم دشت سے بہت ویرانی ہے ان ترکیبون
کی صحت مین بہت کچہہ تامل اور کلام ہے اہل لسان کے پاس یہہ تراکیب
صحیح نہین ہین درحقیقت یہہ شعر بھی بے معنی ہے مگر شارحین کو اختیار ہے
کہ اپنی طرف سے اور اپنے دل سے جو معنے چاہین بنا کر لگا دین اور کہدین کہ

یہی معنی مربوط ہین بلکہ مقصود قائل یہی ہے مگر سخن شناس جانتا ہے
کہ عقیدتمندی اور چیز ہے اور تحقیق اور چیز ہے ۔

مانع وحشت خرامیہای لیلیٰ کون ہے	خانۂ مجنون صحرا گرد بے دروازہ تھا

مانع وحشت خرامی ہای لیلی نیست کس ﴿ خانۂ مجنون صحرا گرد بے دروازہ بود
شعر ذرا سے تغیر مین فارسی بنگیا مگر وحشت خرامی اہل لسان کی ترکیب
نہین ہے اور نہ یہہ لفظ اہل لسان کے کلام مین آیا ہے ۔

پوچھ مت رسوائی انداز استغنای حسن	دست مرہون حنا رخسار رہن غازہ تھا

انداز استغنای حسن = یعنے طریقۂ بے پروائی حسن حسن و جمال کی بے پروائی
کا طریقہ ـــ ۵ شد عیان رسوائی انداز استغنای حسن ﴿ دست
مرہون حنا رخسار رہن غازہ بود ﴿ شعر تھوڑے سے تبدل مین فارسی
ہو گیا ـ عاشق اگر بوسہ لیتا ہے تو بدنام اور رسوا ہوتا ہے کہ حسن معشوق
کو بگاڑ دیا ـ حنا اور غازہ موجب استغنا و بے پروائی حسن کے ہوتی ہین
جب کسی نے اُن کو بگاڑ دیا تو ضرور بگاڑنے والے کی رسوائی ہوگی یعنے
بے پروائی حسن کا یہہ طریقہ ہے کہ عاشقون کو بدنام کرتا ہے رسوائی
منسوب بہ عاشق ہے نہ حسن کیونکہ عاشق لوگ رسوا ہوا کرتے ہین ۔

نالۂ دل نے دئے اوراق لخت دل بباد	یادگار نالہ اک دیوان بے شیرازہ تھا

نالۂ دل دادہ است اوراق لخت دل بباد - یادگار نالہ یک دیوان بے شیرازہ بود - شعر ذرا سے تغیر مین پورا فارسی بنگیا - میرزا صاحب پر فارسی بہت غالب ہے -

حضرت ناصح گر آوین دیدہ و دل فرش راہ
کوئی مجکو یہہ تو سمجہا دو کہ سمجہاوینگے کیا

یعنے ہم اپنے کرتب اور اپنی عشق و عاشقی سے باز نہ آوینگے اور اپنے کامون کو ترک نکرینگے لہذا حضرت ناصح کی فہمایش اور تفہیم بیجا اور غیر مفید ہے اور اُن کی فہمایش کچہہ موثر نہوگی - یہہ رندانہ شعر ہے اور مضمون یہہ ہے کہ ہم ناصح کی نصیحت کو نہین سنتے -

ترے وعدہ پر جئے ہم تو یہہ جان جہوٹ جانا
کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا

یعنے ایجان تیرے وعدہ پر ہم جئے تو وعدہ مذکور کو جہوٹ جانکر جئے - اگر وعدہ مذکور کا ہم کو اعتبار ہوتا تو ہرگز ہم نہ جیتے - مصرع ثانی مین کیا حرف استفہام محذوف ہے یعنے کیا خوشی سے مرنجاتے - یہہ استفہام اقراری ہے اور اوس کے معنے یہہ ہین کہ خوشی سے مر جاتے اور شادی مرگ ہو جاتے جانا ہے یعنے ایجان اور یہہ الف ندائیہ ہے یہہ کا مشار الیہ وعدہ ہے دوسرے معنے یہہ ہین کہ یہہ کا مشار الیہ سالم جملہ ہے یعنے ترے وعدہ پر جئے ہم سالم جملہ مشار الیہ ہے - اور جان امر کا صیغہ ہے جاننے سے جان جہوٹ یعنے سچ نہ جاننا اور جہوٹ جاننا -